(۴۷)

(فرمودہ ۱۰۔اپریل ۱۹۵۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے آج عید الفطر ہے۔ عید کے معنی عرف عام میں خوشیوں کے ہو گئے ہیں لیکن عربی زبان میں اس کے معنی لوٹنے والی چیز کے ہیں اور چونکہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق انسان چاہتا ہے کہ وہ بار بار آئے۔ اسی لئے اس لفظ کے ذریعہ فطرتِ انسانی کی ترجمانی کر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان بار بار اسی دن کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے۔ عید کا لفظ درحقیقت "عود" سے نکلا ہے اور عربی زبان کا محاورہ ہے کہ "اَلْعَوْدُ اَحْمَدُ" جو چیز دوسری دفعہ آتی ہے وہ زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ پنجابی میں بھی کہا جاتا ہے کہ "ایہہ دن جم جم آن" یعنی یہ دن بار بار آئیں اور جس چیز کی انسان کو بار بار خواہش ہوتی ہے وہ خوشی کی چیز ہی ہوتی ہے۔ موت کے متعلق تو کوئی نہیں چاہتا کہ وہ آئے۔ بے شک انسان کی پیدائش کے بعد اس پر ایک موت آتی ہے لیکن زندگی اللہ تعالیٰ نے دائمی رکھی ہے۔ چنانچہ موت کے بعد جو زندگی شروع ہوتی ہے اس زمانہ کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ تمام حساب فیل ہو جاتے ہیں اور زندگی ان سے بھی آگے نکل جاتی ہے اور وہ خدا کی ابدیت میں جا کر شامل ہو جاتی ہے گویا حقیقی طور پر انسان خدا نُما مرنے کے بعد ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جو یہ دو صفات ہیں کہ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی ان میں سے پہلی صفت تو انسان میں پیدا ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان اپنے ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کی اولاد پیدا ہوتی ہے جو اس کی قائم مقام بنتی ہے۔ لیکن دوسری صفت اس میں اس رنگ میں پیدا ہو جاتی ہے کہ جسمانی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے اگلے جہان میں ہمیشہ کی زندگی عطا کر دیتا ہے۔ پس مومن کی حقیقی عید درحقیقت اس کے مرنے کے بعد ہوتی ہے اسی لئے ایک عرب شاعر نے کہا ہے کہ

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا
وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا

فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَکُوْنُ اِذَا بَکَوْا
فِیْ وَقْتِ مَوْتِکَ ضَاحِکًا مَسْرُوْرًا [1]

یعنی اے انسان تیری ماں نے جب تجھے جنا تھا تو تُو اس وقت رو رہا تھا اور لوگ تیرے اردگرد خوشی سے ہنس رہے تھے کہ ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اب تُو اس کا بدلہ لوگوں سے اس طرح لے کہ ایسے نیک اعمال بجالانے کی کوشش کر کہ جب تُو مرے تو لوگ تو تیرے اردگرد رو رہے ہوں اور تُو ہنس رہا ہو کہ میں خدا تعالیٰ کے پاس اس سے انعامات لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ پس مومن کی حقیقی عید درحقیقت اس کی موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔

میری طبیعت بیماری کی وجہ سے تو پہلے ہی ناساز تھی لیکن میں چلنے پھرنے لگ گیا تھا۔ پچھلے سال مری کی سخت پہاڑیوں پر بھی میں دو دو میل چل لیتا تھا۔ جابہ میں بھی دو دو میل چل لیتا تھا مگر ایک حادثہ کی وجہ سے مجھے ایسی درد شروع ہو گئی [2] کہ وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتی۔ پہلے تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا تھا لیکن اب کمرہ میں مَیں چند قدم چل لیتا ہوں۔ ڈاکٹروں نے بڑی تاکید کی تھی کہ مجھے کسی قسم کی تشویش نہیں ہونی چاہئے۔ بیماری کی وجہ سے عید میں شمولیت کا بوجھ بھی میرے لئے پریشانی کا موجب رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عید کے گزارنے کے بعد وہ صحت میں جلد جلد ترقی عطا فرمائے تاکہ میں سلسلہ کا کوئی کام کر سکوں۔ خالی پڑے ہوئے انسان کی مثال تو بالکل مُردہ کی سی ہوتی ہے جیسے مُردہ کوئی کام نہیں کرتا اسی طرح وہ بھی کوئی کام نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی یہ توفیق ہے۔ آخر تفسیر صغیر [3] میں نے بیماری کے دنوں میں ہی لکھی ہے مگر اب نقرس اور وجع المفاصل کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی ہے کہ میں ایک سطر بھی نہیں لکھ سکتا۔

میں نے تجربہ کیا ہے اور پہلے بھی کئی بار بیان کر چکا ہوں کہ جن دنوں دوست خاص طور پر دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فضل نازل کر دیتا ہے اور طبیعت میں دلیری اور اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے اور بیماری میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ رمضان میں اخبار میں تو چھپتا رہا ہے کہ دوست دعا کر رہے ہیں لیکن ابھی تک بیماری میں پوری طرح کمی واقع نہیں ہوئی۔ ممکن ہے دعا قبول ہونے میں کچھ وقت لگے آخر بچہ پیدا ہونے میں بھی نو ماہ کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ ممکن ہے ان دعاؤں کی قبولیت میں بھی کچھ وقت لگے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے صحت ہو جائے اور یہ کیفیت دور ہو جائے۔

اب میں دعا کر دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر فضل نازل کرے اور اپنی رحمت کے دروازے ہمارے لئے کھول دے۔ وہ ہماری کمزوریوں کو معاف کرتے ہوئے اپنی طاقت میں سے ہمیں کچھ طاقت بخشے تاکہ ہم صحیح طور پر اسلام کی خدمت کر سکیں اور تبلیغ اسلام کے کام کو سرانجام دے سکیں اور ہماری زندگیوں کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جو ناکارہ اور غیر مفید ہو۔

(الفضل ۲۸۔اپریل ۱۹۵۹ء)

---

۱ مجانی الادب ۳ بحوالہ دروس الادب صفحہ ۹۰

۲ یہ حادثہ حضور کی کار کو سندھ کے سفر میں پیش آیا۔

۳ تفسیر صغیر: قرآن کریم کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ اور مختصر تفسیر جو حضور نے اپنی بیماری کے ایام میں مکمل کی۔ تاریخ طباعت بار اول ۱۹۵۷ء